امام راغب اصفہانی کا عہد - ایک نئی تحقیق

تلخیص : محمد اجمل اصلاحی

"مفردات القرآن"، "الذریعۃ الی مکارم الشریعۃ" اور "محاضرات الادباء" کے مشہور مصنف امام راغب اصفہانی کے نام و مقام سے کون واقف نہیں۔ لیکن ان کے حالات زندگی کے بارے میں بہت کم معلومات دستیاب ہیں۔ تاریخ و تراجم کی جو قدیم کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر ہم تک پہنچی ہیں ان میں صرف دو کتابوں میں ان کے حالات ملتے ہیں: ایک ظہیر الدین بیہقی (متوفی ۵۶۵ھ) کی کتاب "تاریخ حکماء الاسلام" ہے اور دوسری جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب "بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ" ہے۔ ان مذکورہ دونوں کتابوں میں بھی صرف موخر الذکر سے امام راغب کے عہد زندگی کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے۔ سیوطی نے لکھا ہے: "کان فی أوائل المائۃ الخامسۃ"[۱] (پانچویں صدی کے اوائل میں باحیات تھے) اس کے بعد متاخرین و معاصرین کے یہاں امام راغب کی تاریخ وفات کے بارے میں جو اقوال ملتے ہیں ان میں پوری ایک صدی کا تفاوت ہے۔

چنانچہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں ایک جگہ سیوطی کے حوالہ سے مندرجہ بالا عبارت نقل کی ہے[۲] لیکن دوسرے مقامات پر کہیں تاریخ وفات "۵۰۰ھ کے کچھ بعد"[۳] اور کہیں ۵۰۲ھ[۴] اور کہیں پانچویں صدی کے شروع میں لکھی ہے۔[۵]

عبد اللطیف بن محمد ریاضی زادہ نے ۵۰۲ھ لکھی ہے۔[۶]

استاذ کرد علی نے "تاریخ حکماء الاسلام" کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ صحیح ترین روایت کے مطابق امام راغب کی وفات ۵۰۲ھ میں ہوئی۔[۷] امام راغب پر استاذ کرد علی کا جو مضمون مجلۃ المجمع (دمشق) میں شائع ہوا تھا اس میں انھوں نے لکھا تھا کہ امام راغب کی وفات ۳۹۹ھ میں ہوئی اور ایک قول ۵۰۲ھ کا بھی ہے۔[۸] پھر ۱۹۵۰ء میں جب انھوں نے یہ مضمون اس سلسلہ کے دوسرے مضامین کے ساتھ "کنوز الاجداد" میں شائع کیا تو امام راغب کی وفات ۵۰۲ھ تحریر

کی[9]۔

شیعہ مورخین میں "الذریعہ الی تصانیف الشیعہ" کے مصنف نے کہیں تو "اخبار البشر" کے حوالہ سے ۵۶۵ھ لکھا ہے[10] اور کہیں ۵۰۲ھ[11] اور کہیں ۳۲۲ھ[12]۔ "الذریعہ" ہی کے حوالہ سے عباس قمی نے "الکنی والالقاب" میں[13] اور خوانساری نے "روضات الجنات" میں ۵۶۵ھ لکھا ہے[14]۔ البتہ محسن عاملی نے "اعیان الشیعہ" میں ۵۶۵ھ اور ۳۲۲ھ کو غلط ثابت کیا ہے اور ۵۰۲ھ کو صحیح قرار دیا ہے[15]۔

بروکلمان[16]، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام[17]، جرجی زیدان[18]، سرکیس[19]، زرکلی[20] اور کحالہ نے بھی ۵۰۲ھ ہی تاریخ وفات درج کی ہے[21]۔

ڈاکٹر عمر عبدالرحمن ساریسی کو مکتبہ راغب پاشا استانبول میں امام راغب کا ایک مخطوطہ "حل متشابہات القرآن" ملا جس کے پہلے ورق پر امام راغب کے بارے میں ایک تحریر ہے۔ اس تحریر میں امام راغب کا نام ابو محمد بن الحسین لکھا ہے۔ ان کے اسفار میں سفر ہند کا تذکرہ ہے۔ پھر لکھا ہے کہ "جب نیشاپور واپس ہوئے تو راستہ میں ۵۰۶ھ میں انتقال کیا۔ چنانچہ نیشاپور لے جائے گئے اور وہیں تدفین ہوئی"۔ اسی طرح مکتبہ ابراہیم پاشا سلیمانیہ میں "الذریعہ الی مکارم الشریعہ" کے مخطوطہ کے سرورق پر کسی نامعلوم شخص نے بیہقی سے راغب کے حالات نقل کرنے کے بعد مزید لکھا ہے کہ ۶۶ سال کی عمر میں اصفہان میں انتقال ہوا اور وہیں تدفین ہوئی۔

تاریخ وفات اور عمر کے سلسلہ میں مذکورہ بالا بیانات اگر صحیح ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امام راغب کی پیدائش ۴۴۰ھ کے قریب اور وفات ۵۰۶ھ میں ہوئی لیکن مذکورہ بالا دونوں تحریروں میں سے کسی پر بھی اعتماد کرنا اس لئے مشکل ہے کہ اولاً کسی میں بھی صاحبِ تحریر کا نام نہیں، ثانیاً پہلی تحریر میں امام راغب کا نام، سفر ہند اور نیشاپور میں تدفین یہ ساری باتیں مشکوک اور محتاج دلیل ہیں۔

ڈاکٹر ساریسی نے ان تحریروں کی اس کمزوری کا اعتراف کیا ہے لیکن ان کے نزدیک امام راغب کی تصنیفات میں ایسی شہادتیں موجود ہیں جن کی روشنی میں اس تاریخ وفات کو راجح قرار دیا جاسکتا ہے مثلاً :

۱۔ امام راغب کی مطبوعہ و مخطوطہ کتابوں میں جن شخصیات کا ذکر ملتا ہے ان میں وفات کے اعتبار

سے آخری شخصیت ابن مسکویہ کی ہے جس کا انتقال ۴۲۱ھ میں ہوا۔ دوسری شخصیات میں بیشتر کا انتقال چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں ہوا۔ مثلاً بنی بویہ کے وزیر ابو الفضل ابن العمید کا ذکر "مجمع البلاغۃ" کے مخطوط میں پانچ بار آیا ہے اور کچھ اتنی ہی بار "محاضرات الادباء" میں۔ اسی طرح بنی بویہ کے دوسرے وزیر صاحب ابن عباد کا ذکر "مجمع البلاغۃ" میں سترہ بار اور "محاضرات" میں اس سے زیادہ آیا ہے۔ اور معلوم ہے کہ اول الذکر کی وفات ۳۶۰ھ میں اور موخر الذکر کی ۳۸۵ھ میں ہوئی۔

امام راغب نے بنو بویہ کے حکمرانوں مثلاً "عضد الدولۃ (متوفی ۳۷۲ھ) اور عز الدولہ (متوفی ۳۶۶ھ) کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ لیکن بنی بویہ کے جانشین سلجوقی حکمرانوں کے بارے میں جن کی حکومت ۴۴۷ھ سے شروع ہوتی ہے مکمل خاموشی پائی جاتی ہے۔ پھر کیا یہ قرین قیاس ہے کہ امام راغب نے اپنی عمر کے پچاس سال سے زائد کا زمانہ سلجوقیوں کے دور میں گذارا ہو اور ان کے ذکر سے گریز کیا ہو؟

۲۔ امام راغب متنبی کے اشعار اپنی کتابوں میں کثرت سے لاتے ہیں لیکن ابو العلاء معری کے اشعار و آثار کا ان کے یہاں دور دور پتہ نہیں۔ متنبی کا قتل ۳۵۴ھ میں ہوا اور ابو العلاء کا انتقال ۴۴۹ھ میں۔ پھر کیا ابو العلاء کے فکر و ادب کے سلسلہ میں امام راغب کا کوئی خاص توقف تھا جو ابو العلاء کو نظر انداز کرنے کا سبب بنا؟ ڈاکٹر ساریسی لکھتے ہیں کہ مجھے ان کی کتابوں میں اس طرح کا کوئی تاثر نہیں ملا۔

۳۔ امام راغب کی تصنیفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں متکلمین اور فرق اسلامیہ کے درمیان فکری کشمکش کا زمانہ ملا اور یہ معلوم ہے کہ یہ اختلافات چوتھی صدی میں عروج پر تھے اور پانچویں میں سرد پڑ چکے تھے۔

۴۔ "مجمع البلاغۃ" کے ایک نسخہ (معہد المخطوطات، قاہرہ) میں درج ذیل شعر

لا تحسبن دموعی البیض غیر دمٍ   وانما نفسی الحامی یصعدہ

"الاستاذ الرئیس احمد بن ابراہیم" کی جانب منسوب کیا ہے۔ اس مخطوطہ میں پھر کہیں یہ نام مذکور نہیں۔ بلکہ امام راغب کی ساری تصنیفات میں صرف "محاضرات الادباء" میں ایک جگہ یہ نام دوبارہ آیا ہے۔ ڈاکٹر ساریسی کا خیال ہے کہ یہ شخصیت ابو العباس الضبی کی ہے جن کا

لقب "الکافی الاوحد" اور "الاستاذ الرئیس" تھا۔ صاحب ابن عباد کی وفات کے بعد فخر الدولہ کے وزیر ہوئے اور ۳۹۹ھ میں انتقال کیا۔ ڈاکٹر سارلیسی نے لکھا ہے کہ امام راغب نے اپنے تین رسائل ا۔ تفصیل النشأتین وتحصیل السعادتین ۲۔ رسالۃ فی ان فضیلۃ الانسان بالعلوم (نسخۂ اسعد افندی سلیمانیہ) ۳۔ رسالۃ فی مراتب العلوم (نسخۂ اسعد افندی سلیمانیہ) کا انتساب انھیں ابوالعباس الضبی کی جانب کیا ہے لیکن نام کی صراحت کرنے کے بجائے صرف ان کے لقب "الاستاذ" پر اکتفا کیا ہے۔ پہلی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے: "وقد عملت ذلک للاستاذ الکریم ایدہ اللہ" "محاضرات الادباء" کے مقدمہ میں "سیدنا" سے مراد بھی ڈاکٹر سارلیسی کے نزدیک یہی ابوالعباس ضبی ہیں۔ اس موقع پر ایک شبہ یہ ہو سکتا ہے کہ "استاذ" سے مراد ابن العمید ہوں اس لئے کہ ابن العمید بھی اس لقب سے معروف تھے لیکن یہ شبہ صحیح نہیں اس لیے کہ ابن العمید کا ذکر امام راغب کی کتابوں میں کثرت سے آیا ہے لیکن کہیں بھی انھیں "استاذ" کے لقب سے یاد نہیں کیا ہے۔

اس سے واضح ہے کہ امام راغب کو ابن العمید (متوفی ۳۶۰ھ) پھر صاحب ابن عباد (متوفی ۳۸۵ھ) پھر صاحب کے جانشیں ابوالعباس ضبی (متوفی ۳۹۹ھ) کا زمانہ ملا۔ دوسرے لفظوں میں ان کا زمانہ چوتھی صدی ہجری کا ہے اور پانچویں صدی کے اوائل میں ان کی وفات قرین قیاس ہے۔

ڈاکٹر سارلیسی کے مضمون پر ڈاکٹر احسان عباس کا ایک مختصر استدراک شائع ہوا۔ اس میں انھوں نے "محاضرات الادباء" سے مزید ایسی شہادتیں فراہم کیں جن سے اول الذکر کے نتیجۂ تحقیق کی تائید ہوتی ہے مثلاً:

۱۔ محاضرات میں امام راغب کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم بن ابی العلاء کو چند اشعار لکھ کر عمران بن حطان کا کلام عاریۃً طلب کیا تھا[۲۲]

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابوالقاسم بن ابی العلاء امام راغب کے کوئی معاصر ہیں۔ ابوالقاسم کے حالات تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ صاحب ابن عباد کے درباریوں میں تھے۔ چنانچہ صاحب نے اصفہان میں ایک محل تعمیر کرایا تھا تو جن شعراء نے اس کی تعریف میں قصیدے لکھے ان میں ایک یہ ابوالقاسم بھی تھے[۲۳]۔ ثعالبی نے ان کے حالات میں ان کا نام "غانم" لکھا ہے[۲۴]۔ راغب سنے

محاضرات میں ان کے والد کا نام ابو علی لکھا ہے[۲۵] اس سے معلوم ہوا کہ یہ "غانم بن ابی علی بن ابی العلاء الاصفہانی" ہیں۔ صاحب ابن عباد کے انتقال (۳۸۵ھ) کے بعد زندہ تھے اس لیے کہ صاحب کے انتقال پر ان کا مرثیہ لکھا تھا[۲۶]۔ راغب نے محاضرات میں باپ اور بیٹے یعنی ابو علی اور ابو القاسم دونوں کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ راغب ابو القاسم بن ابی العلاء اور ان کے باپ دونوں کے معاصر تھے یعنی ترجیحی نہیں بلکہ قطعی طور پر صاحب ابن عباد کے زمانہ میں موجود تھے اور انھیں اصفہان کے ماحول سے گہری واقفیت تھی اور وہاں کی شخصیتوں سے ان کے قریبی روابط تھے۔

۲۔ محاضرات میں یہ عبارت ملاحظہ ہو:

"وحدثني ابو سعيد بن مرداس انه قعد مع جماعة فيهم ابن بابك تحت عريش كرم يشربون فأصابهم مطر فقال ابن بابك ...."[۲۷]

ابو سعید بن مرداس کے بارے میں تحقیق نہ ہو سکی لیکن اتنا تو واضح ہے کہ وہ بہر حال مشہور شاعر عبد الصمد بن بابک متوفی ۴۱۰ھ کے معاصر تھے۔ ابن بابک بھی صاحب کے درباری شعراء میں تھا۔ صاحب کی شان میں اس کے بہت سے قصائد ہیں۔

۳۔ محاضرات میں یہ عبارت ملتی ہے:

"وكتب علي بن القاسم رحمة الله: بلغني عن حال رمد عرض له ما أرمد خاطري ...."[۲۸]

یہ "رحمہ اللہ" یوں ہی نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام راغب اور شخص مذکور کے درمیان دوستانہ مراسم تھے۔ یہ علی بن القاسم ابو حیان توحیدی کے معاصر تھے یعنی امام راغب اور صاحب ابن عباد کے بھی معاصر ہوئے۔ محاضرات کی تصنیف کے وقت ان کی یاد تازہ تھی۔[۲۹]

۴۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ "الاستاذ الرئیس" سے مراد ابو العباس ضبی ہی کی شخصیت ہے اس لیے کہ راغب نے محاضرات میں نام کے بجائے صرف لقب "الاستاذ الرئیس" ذکر کیا ہے[۳۰] اور دو شعر نقل کئے ہیں۔ ثعالبی نے یہ دونوں شعر یتیمۃ الدہر میں "ابو العباس احمد بن ابراہیم ضبی" کی جانب صراحت کے ساتھ منسوب کئے ہیں۔

"معجم الادباء" میں یاقوت نے ضبی کا دوسرا لقب "الکافی الاوحد" بھی ذکر کیا ہے[۳۱]۔ امام راغب نے محاضرات میں ضبی کو اس لقب یعنی "الوزیر الرئیس الکافی الاوحد" سے بھی یاد کیا ہے اور چند اشعار بھی وزیر موصوف کے درج کئے ہیں[۳۲]۔

ڈاکٹر ساریسی اور ڈاکٹر احسان عباس کے مذکورہ بالا دلائل سے یہ امر قطعی طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ امام راغب کا زمانہ چوتھی صدی ہجری کا زمانہ ہے نہ کہ پانچویں صدی کا۔ محمد عدنان جوہرجی کے انکشافات نے ان دلائل میں مزید ایک ٹھوس مادی ثبوت کا اضافہ کیا۔

جوہرجی کو حسنِ اتفاق سے دمشق کے ایک شیدائی کتب دلنواز محمد مطفیٰ الخطیب کے کتب خانہ کی فہرست سازی کے دوران مفردات راغب کا ایک نادر نسخہ ہاتھ آیا جس کے آخری صفحہ پر تاریخ کتابت محرم سنہ ۴۰۹ھ تحریر ہے۔ کتاب کے آخری صفحات میں سنہ ۵۱۲ھ کی ایک سماعت بھی درج ہے۔ درمیان کتاب میں حاشیہ پر بعد کی ایک تحریر ہے جس میں لکھا ہے کہ "یہ کتاب راغب اصفہانی کے قلم سے ہے جیساکہ کتاب کے سرورق پر لکھا ہوا تھا۔ وہ یکم رجب سنہ ۳۴۳ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور ربیع الآخر سنہ ۴۱۲ھ میں وفات پائی۔ انھوں نے اپنی یہ کتاب مفردات محرم سنہ ۴۰۹ھ میں مکمل کی۔" حاشیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ معلومات حاشیہ نگار نے ابوالسعادات کی تحریر سے نقل کی ہیں۔ افسوس ہے کہ حاشیہ نگار نے نہ اپنا نام لکھا نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا، نہ یہ بتایا کہ ابوالسعادات سے اس کی مراد ابن الشجری ہیں یا ابن الاثیر۔ حاشیہ کا خط بھی زمانہ مابعد کا ہے۔ ان وجوہ سے اس حاشیہ سے اگر صرف نظر کر بھی لیا جائے تو اس نسخہ کا سن کتابت امام راغب کے زمانہ کو متعین کرنے کے لیے کافی ہے۔ جوہرجی نے ان صفحات کی تصویر بھی اپنے مضمون کے آخر میں شائع کی ہے۔

یہ مضمون درج ذیل تین مضامین کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے:

۱۔ رائی فی تحدید عصر الراغب الاصفہانی۔ الدکتور عمر عبدالرحمن الساریسی۔ مجلۃ مجمع اللغۃ العربیۃ الاردنی ۴: ۱۱-۱۲ ربیع الاول۔ رجب سنہ ۱۴۰۱ھ ص ۴۳-۷۶

۲۔ تعلیق الدکتور احسان عباس۔ مجلۃ مجمع اللغۃ العربیۃ الاردنی ۲۳-۲۴ سنہ ۱۴۰۴ھ ص ۱۹۷-۲۰۳

۳۔ رائی فی تحدید عصر الراغب الاصفہانی۔ محمد عدنان الجوہرجی۔ مجلۃ مجمع اللغۃ العربیۃ بدمشق ۶۱: ۱ ربیع الثانی سنہ ۱۴۰۶ھ ص ۱۹۱-۲۰۰

حواشی

۱۔ جلال الدین سیوطی، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، مکتبۃ الخانجی، قاہرہ، طبع اول، ص ۳۹۶

۲۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، استانبول، ۱۹۴۱ء، ۱: ۳۷۶

۳۔ ایضاً ۱: ۳۶

۴۔ ایضاً ۱: ۸۸

۵۔ ایضاً ۱: ۴۴۷، ۱: ۴۶۲

۶۔ عبداللطیف بن محمد ریاضی زادہ، اسماء الکتب، دار الفکر، دمشق، ص ۲۶۳، ۲۸۶

۷۔ ظہیر الدین بیہقی، تاریخ حکماء الاسلام، تحقیق کرد علی، دمشق، ۱۹۴۶ء، ص ۱۱۲، حاشیہ نمبر ۱

۸۔ مجلۃ المجمع، دمشق، ۲۲: ۱۰۶

۹۔ کرد علی، کنوز الاجداد، مطبعۃ الترقی، دمشق

۱۰۔ آغا بزرگ، الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ، النجف الاشرف، ۱۰: ۲۸، ۱: ۳۷۴

۱۱۔ ایضاً ۲۰: ۱۲۸

۱۲۔ ایضاً ۸: ۹۵

۱۳۔ عباس قمی، الکنی والالقاب، مطبعۃ العرفان، صیدا، ۱۳۵۸ھ، ۲: ۲۴۰

۱۴۔ خوانساری، روضات الجنات، طبع ایران، ۳: ۱۹۷

۱۵۔ محسن عاملی، اعیان الشیعۃ، مطبعۃ الاتقان، ۱۹۴۸ء، ۲۷: ۲۲۰

۱۶۔ بروکلمان، تاریخ الادب العربی، جرمن ایڈیشن، ۳: ۵۰۵

۱۷۔ دائرۃ المعارف الاسلامیۃ، عربی ترجمہ، ۹/۱: ۴۰۷

۱۸۔ جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، دار الہلال، ۳: ۴۴

۱۹۔ الیان سرکیس، معجم المطبوعات العربیۃ، مصر، ۱۹۲۸ء، ۹۲۱

۲۰۔ زرکلی، الاعلام، دار العلم للملائین، بیروت، ۲: ۲۵۵

۲۱۔ عمر رضا کحالہ، معجم المولفین، دمشق، ۴: ۵۹

۲۲ھ راغب اصفہانی، محاضرات الادباء، مطبوعہ دارمکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ۱۹۶۱ء، ۱: ۱۱۹
۲۳ھ ثعالبی، یتیمۃ الدہر، تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید، بیروت، ۱۹۷۹ء، ۳: ۲۴۳۔
۲۴ھ ایضاً " ۳: ۲۲۵-۲۲۴-۲۲۳۔
۲۵ھ محاضرات الادباء، ۲: ۵۷۵
۲۶ھ یتیمۃ الدہر، ۳: ۲۸۴
۲۷ھ محاضرات الادباء، ۱: ۷۰۶
۲۸ھ ایضاً " ۱: ۴۳۳
۲۹ھ ملاحظہ کیجئے، ابوحیان توحیدی، اخلاق الوزیرین، مجمع اللغۃ، دمشق، ۱۹۶۵ء، ص ۱۲۷؛ الصداقۃ والصدیق، دارالفکر، دمشق، ۱۹۶۴ء، ص ۱۷۱، الامتاع والموانسۃ، قاہرہ، ۱۹۵۳ء، ۱: ۶۱۔
۳۰ھ محاضرات الادباء، ۲: ۶۴
۳۱ھ یاقوت حموی، معجم الادباء، دارالمامون، ۱۳۵۶ھ، ۲: ۱۰۵
۳۲ھ محاضرات الادباء، ۱: ۴۳۵۔

معاونین مجلہ سے

۱۔ زرتعاون منی آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجیں۔ اگر چیک کی صورت میں رقم بھیجنا چاہیں تو اس میں بینک مصارف (۹ روپئے) کا اضافہ کرکے ارسال کریں۔
۲۔ مجلہ سادہ ڈاک سے روانہ کیا جاتا ہے۔ وی۔ پی۔ یا رجسٹری کے ذریعہ منگانے کی صورت میں اخراجات خریدار کے ذمہ ہونگے۔
۳۔ مجلہ کے سلسلہ میں خط لکھتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
۴۔ ادارتی امور سے متعلق خطوط مدیر کے نام اور انتظامی امور سے متعلق سکریٹری کے نام ارسال کیے جائیں۔
۵۔ چک اور ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں:

IDARA-E'ULOOM-UL-QURAN
AC.No.7886
CENTRAL BANK OF INDIA
DODH PUR- ALIGARH